
خطبات احرار
Gov

خطباتِ احرار

جلد اوّل

مرتبہ

شورش کاشمیری

حالی پبلشنگ ہاوس - دہلی
HALI PUBLISHING HOUSE
DELHI

مکتبہ احرار لاہور

بار اوّل

(مارچ ۱۹۴۴ء)

قیمت

دو روپے

مکتبہ احرار لاہور

(چودھری) ثناءاللہ بھٹہ نے اتحاد پریس بل روڈ سے طبع کرا کر مکتبہ احرار لاہور سے
شائع کیا

صدارتی خطبہ

ڈسٹرکٹ احرار کانفرنس قصور

یکم - دسمبر ۱۹۴۱ء

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

افضل حق

یہ خطبہ مرحوم چودھری صاحب کا آخری خطبہ ہے۔ جو آپ نے عازم فردوس ہونے سے کچھ روز پیشتر ارشاد فرمایا تھا۔ اس میں اکھنڈ ہندوستان کے مہاسبھائی سورگ، پاکستان کی امیرانہ جنت اور کانگرس کی بورژوازی تنگ دلی پر شدید نکتہ چینی کی ہے۔ اور امیر و غریب کی طبعی کشمکش پر چند غیر مبہم اشارے ہیں نیز مسلمانوں کو "خوشنما فریبوں" سے مجتنب رہنے کی تلقین ہے —

کہ یہ سراب نظر کے سوا کچھ اور نہیں

کیا گیا کہ دشمن تو دشمن دوست پریشان ہو گئے۔ حکومت ملنے کے بعد بھی ترازو ہاتھ سے نہ گئی جو چیز دی گئی تول تول کر اور ناپ ناپ کر دی گئی۔ خیر اس کا کوئی مضائقہ نہ تھا تول کر ہی دیا جاتا۔ لیکن پورا تو تولا جاتا۔ وزیر بن گئے۔ لیکن ڈنڈی مارنے کی عادت نہ گئی۔ ہندو مسلمانوں کو دو مختلف آنکھوں سے دیکھا گیا۔ مسلمانوں کے قلوب میں شکوک و شبہات پیدا ہو گئے۔ بڑے لوگوں کا طرزِ عمل اتنا برا نہ تھا۔ جتنا عوام ہندوؤں نے برا طریقہ اختیار کیا۔ ہر عامی اور معمولی شخص کے لب و لہجہ میں فرق پیدا ہو گیا۔ اکثریت کا ہر فرد یہ سمجھنے لگا۔ کہ میری حکومت ہو گئی اور حکومت بھی مشترک نہیں بلکہ ہندوؤں کی حکومت مسلمانوں پر قائم ہو گئی۔ آپ خیال کیجئے ایک طرف حکومت کو یہ فکر کہ کانگرسی حکومتوں کو نیچا دکھایا جائے۔ دوسری طرف وزارت کے وہ حرماں نصیب جن کی امیدیں خاک میں مل چکی تھیں۔ تیسری طرف وہ جاہل عوام جو کانگرس کے اس اقتدار کو پسندیدہ نگاہ سے نہ دیکھتے تھے۔ اتنی مخالف قوتوں کی موجودگی میں کس قدر پھونک پھونک کر قدم رکھنے اور حکومت کرنے کی ضرورت تھی۔"

(خطبۂ صدارت جمعیۃ العلماء کانفرنس منعقدہ آگرہ)

جس خطرۂ عظیم کی طرف یہ اکابر اشارہ کرتے ہیں۔ اس کے ازالے کے لئے بعض مہربان مشورہ دے رہے ہیں۔ کہ کانگرس میں شامل ہو جاؤ۔ اسی طرح بعض دانا دانائی کا مشورہ دیتے ہیں۔ کہ لیگ کی سرمایہ دارانہ بھیڑ میں گھس کر اس کی اصلاح کرو۔ لیگ کی طرف سے اصلاح کے لئے پکارنے والوں کو حافظ علی بہادر خان ایم۔ ایل اے نے کیا خوب جواب دیا ہے۔ پڑھو اور معاملہ کو سوچو:۔

"میرے چند نوجوان رفیق جو زبردست احراری اور مخلص و بہادر سرخپوش تھے۔

اور بمبئی کے قریب ہی ایک علاقہ میں رہتے ہیں۔ ایک روز مجھ سے ملنے آئے اور مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ ہم نے مقامی مسلم لیگ کو "کیپچر" کر لیا ہے۔ مطلب ان کا یہ تھا۔ کہ یہ ادارہ ٹوڈیوں کے ہاتھ میں تھا۔ اور وہ اس کے ذریعہ فتنہ پھیلاتے تھے۔ اب ہم احرار نے اس کے عہدوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ ان کی نیت نیک تھی۔ اور بہت فخر کے ساتھ اس فتح کا تذکرہ کر رہے تھے۔ مگر میں نے ان سے پوچھا۔ کہ تم نے مسلم لیگ پر قبضہ کر لیا یا مسلم لیگ نے تم پر قبضہ کر لیا؟ ابھی ممکن ہے۔ یہ حضرات نہ مانیں۔ مگر واقعہ یہی ہے کہ مسلم لیگ نے ان پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور اب وہ ماحول کو سازگار پاتے ہیں۔ صبح شام کانگریس کو چند صلواتیں سنا دینا، ان کی قومی خدمت ہے۔ اور لیڈری کے لئے یہ کافی ہے اب نہ جیل کا خطرہ، نہ لعن طعن کا اندیشہ، نہ الیکشنوں کی مایوسیاں بس ایک کائنات کا سحر تھا جس کے کرتے ہی خزاں کا موسم بہار سے بدل گیا ؎

ساقیا برخیز و دردہ جام را
خاک بر سر کن غم ایام را

زبانِ خلق

غرضیکہ جیسے ہی غلط فہمیوں کا یہ دروازہ کھلا۔ ہندوستان کے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک اس بات کی شہرت عام ہو گئی۔ کہ احرار مسلم لیگ میں مل رہے ہیں

(روزنامہ "ہلال" بمبئی ۱۹۴۲ء)

اگر لیگ کا لفظ کاٹ کر کانگریس کر دو۔ تو یہی دلائل کانگریس کی طرف دعوت دینے والے احباب کو شافی جواب ہیں۔ اگر لیگ میں جانے پر حشر یوں یہی ہے اور بے شک،

یوں ہی ہے۔ تو کانگریسی سرمایہ داری کے محکم تر نظام میں بے بضاعت مسلمان کا حشر معلوم کرنے کے لئے زیادہ سر دردی کی ضرورت نہیں۔ جب بے عمل لیگ کے سرمایہ دار سے خوف ہے تو باعمل اور ایثار پیشہ کانگریسی سرمایہ دار ہزار گنا خوفناک ہے۔ بے عملی کے باعث لیگی عمارت ریت کی دیوار پر ہے۔ مگر کانگرس قوتِ عمل کے باعث ہندو کا مضبوط قلعہ ہے۔ اس کو گرانا اس پر قبضہ جمانے کا خیال کرنا عقل کو چرنے چھوڑنا ہے۔ دلائل سے واقعات نہیں بدل جاتے۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ لیگ اور کانگرس دونوں سرمایہ دارانہ نظام ہیں اس کے اندر غریب کا گھسنا مکھی کا مکڑی کے جال میں پھنسنا ہے۔ جو وہاں جاتا ہے اپنی غریبانہ بولی بھول کر سرمایہ داروں کی بولی بولنے لگتا ہے۔ تغیرِ حال کا خود اسے کچھ حال معلوم نہیں ہوتا۔ مگر دنیا دیکھتی اور ہنستی ہے۔ کہ یہ غریبوں کے نان و نمک کے لئے لڑنے والا لیگ اور کانگرسی سرمایہ داری کی کان نمک میں جا کر نمک ہو گیا ہے اب اس کی بے نمک باتوں کا بازار میں کوئی بھاؤ نہیں۔

مثالیں بہتر استاد ہیں

کسی نادان نے دانا سے سنا۔ کہ روپیہ روپے کو کھینچتا ہے۔ سمجھا کہ یہ آسان کسب کر کے عشرت کے مزے کیوں نہ لوں۔ اور دنیا میں دادِ عیش کیوں نہ دوں۔ ناکارہ لکڑ ہارا کہلاتا ہوں۔ روپیہ سے روپیہ کھینچ کھینچ لاؤں گا۔ بس بڑا بن جاؤں گا۔ لیگی اُمرا اور کانگرسی وزرا مجھے ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ بس ان سنہری اور روپہلی تصورات میں بندا سا ہو کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں دو روپے لے کر بازار صرافہ میں جا نکلا۔ جہاں ہر دکان پر روپوں کے ڈھیر لگے تھے۔ پہلے اس نے ایک بڑی کانگرسی

دوکان کو تاکا۔ جہاں ایک کانگرسی جماعتیے سر پر دو پلی پہنے گننے کی بجائے ترازو سے تول کر روپے کا اندازہ کر رہے تھے۔ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کھول کر آگے بڑھائی۔ روپیہ تو گرفتار پرندکی طرح اڑ کر جھن سے کانگرسی ڈھیر میں جا گرا۔ اگرچہ نقصان مایہ سے صدمہ ہوا۔ مگر شماتت ہمسایہ کے خوف سے چپکے رہا۔ مگر یہ اطمینان و یقین تھا۔ کہ روپیہ روپے کو بے شک کھینچتا ہے۔ اس قیمتی تجربے سے لیگی دوکان پر جا کر فائدہ اٹھانے کا قصد کیا۔ جہاں ایک صاحب کلاہ پر لٹ پٹی پگڑی پہنے کونے کی دوکان پر چھوٹا سا روپوں کا ڈھیر سامنے دھرے بیٹھے تھے۔ اب کے ذرا دل کڑا کرکے قسمت آزمائی کی۔ روپیہ پھر اڑ کر لیگی ڈھیر میں جا گرا۔ اب نقصان برداشت کے باہر تھا دو روپے ایک ماہ کی محنت کا حاصل تھے۔ بیچ راہ کھڑا ہو کر خون کے آنسو رونے لگا۔ لوگوں نے اس کے حال پر سوال کیا۔ جب ماجرا بتایا۔ تو اس بے سمجھ کو سب نے سمجھایا۔ کہ بیشک لوگ (روپیہ روپے کو ضرور کھینچتا ہے۔ مگر تمہاری عقل میں محض اتنا فتور رہے کہ تم نہ سمجھے۔ کہ تھوڑے کو بہت کھینچتا ہے۔ تجربوں کی تلخی نادان کو دانا بنا دیتی ہے نگاہ ناکامیوں سے اکثر دوربین ہو جاتی ہے۔ محترم جمعیۃ العلماء کو لو کہ وہ ابتداء میں کانگرس کی امدادی جماعت تھی وہ کانگرس کے فیصلوں پر مذہبی جواز کا فتوے دے کر مسلمانوں میں اسے محترم بناتی تھی۔ مگر ۱۹۲۸ء میں دل برداشتہ ہو کر کانگرس سے الگ ہوئی لیکن آسمان سے گر کر کھجور پہ اٹکنے کا معاملہ ہوا۔ ایک سرمایہ داری کے نظام سے نکل کر دوسرے سرمایہ دار نظام کو مضبوط کرنے کا باعث ہوئی۔ اسی قابل عزت جماعت نے نہایت نیک نیتی سے اسلامی حقوق کے تحفظ کے لئے سر آغا خاں اور سر محمد شفیع سے مل کر مسلم کانفرنس کی بنیاد رکھی۔ اس طرح ان متقدمین نے سرمایہ داری کی

گلی سڑی لاشوں کو مسیحا نفسی سے زندہ کیا۔ اور یہ مراد آبادی مردے زندہ ہو کر برسوں ملت کی بربادی کا باعث بنے رہے مسلم کانفرنس نے نہ خود کچھ کام کیا نہ کرنے دیا۔ پھر اس تلخ تجربے کے بعد جمعیت کو کانگرس کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ اور ۱۹۳۲ء کی سول نافرمانی میں پھر کانگرسی امدادی جماعت کے طور پر کام کرنا پڑا۔ مگر جلد ہی کانگرسی ذہن سے غیر مطمئن ہو کر پھر لیگی سرمایہ داروں کی پشت پناہی کرنا پڑی اور مسٹر جناح کی قیادت قبول کر کے لیگ کے حق میں سخت ترین فتویٰ شائع کیا۔ جس کے باعث کانگرس کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے والے مسلمانوں کو صاف شکست ہوئی۔ اور لیگ ایک قوت بن گئی علم میں عمل کی قوت کمزور ہوتی ہے۔ سرمایہ عمل خرید لیتا ہے۔ اس لئے ہر جگہ علم کے اس سرمایہ دار طبقہ کو مسلم کانفرنس۔ کانگرس اور لیگ میں ایک بیحد کمزور پوزیشن ملی کیونکہ ان میں عمل اور سرمایہ کی کمی تھی۔ اگرچہ جمعیت العلماء کا پھر پورا رجحان کانگرس کی طرف ہے۔ مگر حضرت مولانا احمد سعید صاحب کا خطبہ شاہد عادل ہے کہ کانگرس سے انہیں ایسے خطرات ہیں، الفاظ جن کے صحیح ترجمان نہیں معلوم نہیں کہ انہیں کانگرس کی تنگدلی کو دیکھ کر کیا قدم اٹھانا پڑے۔ کیونکہ اسلامی سیاست بے حد نازک دور سے گزر رہی ہے۔ صدیوں کا فیصلہ سالوں میں ہونے والا ہے جمعیت دیکھتی ہے کہ کانگرس میں گاندھی جی کی بے پناہ شخصیت کانگرس کو ہندوؤں کی پراچین تہذیب کی طرف لے گئی ہے۔ جہاں فضا کے تعفن سے اکثر دم گھٹتا ہے۔

آپ نے علم کی سرمایہ دار جماعت کی کہانی سنی۔ اب میں احرار کی تلخ تاریخ کا افسانہ کہہ سنانا ضروری سمجھتا ہوں۔ احرار مجلسِ عوام ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کی قوت عمل کے

منظر ہیں۔ احرار سرمایہ دار جماعتوں میں جاتے ہیں۔ تو وہاں اپنا رنگ جماتے ہیں ہم جمعیۃ کی طرح نکلتے نہیں۔ بلکہ نکال دئے جاتے ہیں۔ ہم دوسروں کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے۔ بلکہ اپنے سمندِ فکر کو آگے بڑھاتے ہیں اور دوسروں کی بساط پر اپنے پاؤں پھیلاتے ہیں۔ کوئی جماعت یہ برداشت نہیں کرتی۔ کہ کوئی اور جماعت اپنی فکر کی نشر و اشاعت کر کے دوسرے کے خوابوں کو پریشان کر دے۔ پس برسر اقتدار جماعت ایسا قانون و قاعدہ بنا دیتی ہے۔ کہ جس کی بنا پر جماعت احرار کا رہنا اور برسرِ اقتدار آنا ناممکن ہو جائے۔ اول سرمایہ دار نظام میں گھس کر کامیاب حملہ کیسا مشکل ہے باوجود اس کے ہم نے لیگ میں دو دفعہ گھسنے کی کوشش کی تاکہ اس پر قبضہ جمائیں دونوں دفعہ قاعدے اور قانون نئے بنا دئے گئے۔ تاکہ ہم بیکار ہو جائیں۔ اب مولانا آزاد نے اعلان فرما دیا۔ کہ احرار کا عہدیدار کانگرس میں عہدیدار نہیں ہو سکتا۔ اس طرح عملاً ہمارا کانگرس میں جانا ناممکن نہیں تو بے سود ضرور ہو گیا۔ اسی طرح برسر اقتدار جماعت اپنے حسب منشا دوسروں پر دروازہ بند کرنے کے قاعدے آسانی سے بنا سکتی ہے۔ اور صدر سیکرٹری محض ہدایات جاری کر کے دوسری جماعتوں کے سارے عزائم کو پامال کر سکتے ہیں۔ فارورڈ بلاک کا حشر اس سلسلہ میں عبرت کی ایک داستان ہے سبھاش چندر بوس گاندھی وادیوں کی بیخبری میں صدر ہو گیا تاہم اس کی صدارت کی جو توہین ہوئی۔ وہ کانگرس کی ساری تاریخ میں ارباب اقتدار کی کرشمہ سازیوں کا ایک سبق آموز افسانہ ہے۔

آپ انگلستان میں طبقاتی کشمکش کے تمام ادوار کا مطالعہ کریں۔ انگلستان میں مزدور پارٹی کی کہانی ہمارے فہم میں اضافہ کا باعث ہے۔ کہ اس ملک میں

مزدور پیشہ لوگوں کی اکثریت ہے۔ باوجود حلقہ ہائے انتخاب ۲½ سو برس سے پرانے ہیں۔ اور لیبر پارٹی کے احتجاج کے باوجود ان میں ترمیم نہیں کی جاتی۔ کنسرویٹو پارٹی جانتی ہے کہ ایسی ترمیم ان کے لئے مہلک ہوگی۔

سرابِ حیات

لیس جن کا گمان ہے۔ کہ دوسری جماعتوں پر قبضہ آسان ہے۔ انہیں احرار کی مالی کمزوریوں کو نگاہ میں رکھنا چاہیئے۔ اور اپنی جماعتی طاقت کا صحیح جائزہ لینا چاہیئے ابھی ضرورت ہے کہ صبر و سکون سے جماعت کے کام کو ترقی دی جائے اب تو کانگرس کے دروازے بھی احرار پر بند ہیں۔ اب سکونِ قلب کے ساتھ احرار کی تنظیم سرمایہ عمل ہے۔ تصورات کی رنگینی اور عمل کی تشنگی کا نام سرابِ حیات ہے۔ احرار کی قوت کو مضبوط نہ بنانا اور احرار کے پلیٹ فارم سے اونچے طبقہ پر قبضہ جمانے کی آرزوؤں کی دل میں پرورش کرنا انتشار دماغ ہے۔ منتشر دماغ لیڈر شپ جماعتی قوت کو کمزور کرتی ہے۔ بیشک احرار بڑھتی ہوئی قوت ہیں۔ مگر خام کو پختہ ہونے اور بیج کو تناور درخت ہونے کے لئے ایک مدت درکار ہے۔ اس مدت کو محنت اور ہمت سے کم کیا جا سکتا ہے۔ کمزور ملاح شکستہ کشتی کو لے کر طوفان کے مقابلہ کا عزم لے کر نہ نکلے۔ بہتر ہے کہ کشتی کی تعمیر کرے۔ بازو میں قوتِ مردانہ پیدا ہو لینے دے اور پھر باد مخالف کا مقابلہ کرے۔ عزم کی بلندی اور عمل کی کمی سے قومیں میدانِ مقابلہ میں منہ کی کھاتی ہیں۔

غربت میں عظمت

تاریخ انسانی میں آج سے چودہ سو برس پہلے ایک خوشگوار واقعہ رونما ہوا۔ دنیا نے دیکھا کہ ایک یتیم جس کی جوانی مفلسی کی آغوش میں پرورش پاتی ہے۔ عزم صالح لے کر اٹھتا ہے لوگ اس کی لیڈرشپ کو اس کی غربت کے باعث قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ مگر وہ برابر غریبوں کی صالح فوج تیار کرنے میں منہمک رہتا ہے تاآنکہ سرمایہ دار دنیا کے قیصر و کسریٰ اس کے سامنے خاک چاٹنے لگتے ہیں۔ احرار کو غریب جماعت اور غریبوں کی نمائندہ ہونے کا دعوےٰ ہے مگر یاد رکھو! اس دعویٰ کے ساتھ پیغمبری وقت بھی آن پڑتا ہے۔ گزشتہ گیارہ برس کس مشکل سے گزرے اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر اگرچہ ہماری سخت جانی اور سخت کوشی نے کئی زندگی کا دور ختم کر دیا ہے۔ لیکن ہمیں اس اصل کو نہ بھولنا چاہئے کہ ہم غریبی کے عزم اور اسی الزام کو لے کر اٹھے ہیں۔ ہم میں سے وہ غدار ہے۔ جو کسی سرمایہ دار نظام سے مطمئن ہونے کی کوشش کرے۔ وقت آنے والا ہے۔ جب ہماری قوت ایمان کا نئے اسلوب و عنوان سے امتحان ہو گا۔ رامزے میکڈانلڈ کی طرح غریب پارٹی سے غداری کر کے امرا کی استواری کا باعث نہ بنا۔ امرا کی جماعتوں میں شخصی سربلندی نصیب ہو سکتی ہے یعنی رامزے میکڈانلڈ کی طرح وزارت عظمیٰ بھی مل سکتی ہے لیکن غداری سے غریب جماعت کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ پس اپنی غریب جماعت سے وفاداری اول شرط ہے۔ سب کچھ ملے گا انشاءاللہ اسی غیر سرمایہ دارانہ نظام کی برکت سے سب کچھ ملے گا۔ بشرطیکہ خالص خدا کی خوشنودی کے لئے غریب عوام کو سرمایہ داری کے غلط نظام سے

آزاد کرانے کی کوششوں کو جاری رکھا جائے۔

نئی منزل

غربت کتنی دل شکستہ اور کتنی نرم رو ہوتی ہے مگر باوجود اس کے ہم نے ایک کٹھن منزل طے کر لی ہے۔ حوادث نے ہم کو شکار کرنا چاہا۔ مگر ہر بار ہم دام و دانہ سمیت صاف نکل گئے کٹی پھٹیوں میں پڑ کر نکلے۔ دنیا نے ہماری سخت جانی کی مجبوراً داد دی ہماری ایک مجاہدانہ تاریخ اور جماعتی فلاسفی طے ہو گئی ہے یہ وقت اس تاریخ اور فلاسفی کی ترتیب و تدوین کا ہے ہندوستان کی سیاست اوّل منزل سے گزر چکی۔ مسٹر چرچل اور ایمرے کچھ کہیں۔ دنیا جانتی ہے۔ کہ ہندوستان کی آزادی کے دن دور نہیں۔ اور اس مبارک دَور کو قریب تر لانے میں ہم نے کسی سے کم قربانیاں نہیں کیں لیکن دوسری منزل جو جنگ کے بعد شروع ہونے والی ہے۔ بیحد اہم ہے۔ ہر جماعت اپنے جماعتی ذہن کے مطابق نئے نظام کا نقشہ پیش کرے گی۔ ہمیں بھی ملک کی نئی تعمیر میں جماعتی فلسفہ کے مطابق حصّہ لینے کی ابھی سے طیاری شروع کرنا چاہیئے۔ ہماری جماعتی روح والنٹیروں کی تعداد۔ ان کے ڈسپلن اور ان کے جذبۂ قربانی پر منحصر ہے۔ احرار ممبروں کی جماعت سے وفاداری اور والنٹیروں کے جذبۂ عمل پر اپنے پروگرام کا انحصار ہے ہماری پہلی منزل کی سیاست غیر ملکی اقتدار سے جنگ تھی۔ اس جنگ کا رنگ جائیگا۔ اور جماعتوں کے اقتدار کی جنگ نئے ہتھیاروں سے شروع ہو جائے گی ایک طرف کانگریس سرمایہ دارنئی مشترکہ تہذیب نہیں بلکہ پراچین تہذیب کے احیا، وتسلط کی کوشش و کاوش کریں گے دوسری طرف لیگی فرداً فرداً اسلامی نہیں بلکہ یورپی تہذیب کو

پاکستان کے خیالی حدود میں پھیلانے اور اس کا اقتدار جمانے کے لیئے بے تاب ہوں گے کانگریس اور لیگ کی سرمایہ دارانہ کشمکش میں غریب کا بھلا ہے۔ زنہار! کسی کے طرفدار نہ ہونا۔ بلکہ ان کی اس جنگ زرگری کی طوالت کے لئے دعا مانگنا اور اس کے نہ ختم ہونے کی آرزو کرنا۔ سرمایہ دار جب تک آپس میں دو دو ہاتھ دکھاتے رہیں گے تب تک غریبوں کی گلوخلاصی رہے گی۔ احرار دوستو! جنگ تک کے اس سیاسی جمود وتعطل کے زمانے کو غنیمت جانو اور جماعت کے نظام کو اور مضبوط کرو! لیگ اور کانگریس کی جنگ دو سرمایہ دار طبقات کی جنگ ہے اس سے دامن بچاؤ۔

پروگرام پر نگاہ رکھو

انتہا درجہ کے تنگ دل اور متعصب فرقہ پرست تمہیں فرقہ پرست کہیں گے، ان کی پروا نہ کرو۔ کتوں کو بھونکتا چھوڑو۔ کاروان احرار کو اپنی منزل کی طرف چلنے دو۔ احرار کا وطن لیگی سرمایہ دار کا پاکستان نہیں، نہ کانگرسی کا اکھنڈ ہندوستان ہے بلکہ وہ سرزمین ہے جہاں ——— !

۱۔ سوسائٹی میں درجے نہ ہوں، بلکہ انسانیت ایک درجہ ہو۔ احرار کا وطن وہ ہے جہاں کوئی اچھوت نہ ہو، جہاں انسانوں کو ذلیل سمجھنے والے ذلیل سمجھے جائیں۔

۲۔ جہاں غریبوں کو لوٹنے والے لوٹ لئے جائیں۔ اور لوگوں کو کام پر لگا کر ان کی ضرورتوں کے مطابق معیشت مہیا ہو۔

۳۔ جہاں ہر کوئی اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کے مطابق ترقی کرنے میں آزاد ہو۔

۴۔ جہاں نظام حکومت کامل مساوات پر قائم ہو اور جہاں سرمایہ دار نظام کی طرح

قانون غریب کو چکی میں نہ پیس سکے اور امیر قانون پر حکومت نہ کرسکے

جب تک اقلیت و اکثریت کا موجودہ مفہوم نہ بدلے گا۔ ملک میں امن قائم نہ ہوگا لیگ کا طرز عمل کانگریس کی موجودہ روش اور سرمایہ دار ذہن کے پیش نظر حق بجانب ہے۔ جمعیتہ العلماء کے سب سے بڑے ذمہ دار شخص کے خطبہ کو دوبارہ پڑھ کر قیاس کرو کہ ایسی تنگدل اکثریت کی غلامی کا جوا کون قبول کرے۔ پھر بھلا پاکستان میں یہی ہندو اکثریت اقلیت میں کیسے مطمئن رہ سکتی ہے خدا کرے کہ نہ کانگرسی سرمایہ دار اپنی وضع بدلے اور نہ لیگی سرمایہ دار اپنی ضد چھوڑے۔ کانگرسی سرمایہ دار احرار سے فضول امید رکھتا ہے۔ کہ ہم پاکستانی مسلمان کی اٹھ کر کمر ہمت توڑیں اور اس طرح سرمایہ داری کے پاکھنڈ ہندوستان کا راستہ کانگرس کے لئے صاف کر دیں احرار دوستو! اپنے ایمان کو مضبوط رکھو! جماعت کی وفاداری کو مقدم سمجھو، کوئی تمہیں سرمایہ دار لیگ کا ایجنٹ بن کر لیگ کی طرف بلائے گا۔ کوئی سرمایہ دار کانگرس کا ایجنٹ کانگرس کی دعوت دے گا۔ سب کی سن کر جماعت سے وفادار رہو سرمایہ داری کے خطرے کو بھانپ لو۔ غریبوں کو سرمایہ داروں کی غلامی سے بچاؤ۔ انسانیت کو چھوت کی لعنت سے نجات دلاؤ۔

کسی جماعت کا نام لو جس پر شہید گنج کا زمانہ گزرا ہو۔ اور وہ قائم رہی ہو۔ ہماری جماعتی وفاداری نے وہ مشکل آسان کی۔ ہم میں اب کون ہے جو انگلستان کی مزدور پارٹی کے جنم داتا اور مسلمہ لیڈر مسٹر رامزے میکڈانلڈ کی طرح آخری عمر میں وزارت کے لالچ میں جماعت سے غداری کرے گا اور انگلستان کی لبرل پارٹی کی طرح احرار کو فنا کرے گا دشمن کی یہ توقعات فضول ہیں۔ احرار بڑھنے والی طاقت ہیں وہ کانگرس اور لیگ سے

بے نیاز ہو کر بڑھے گی۔ ہاں جماعتوں میں معاہدہ ہو سکتا ہے۔ مگر ہم غریبوں سے غداری کر کے سرمایہ داری کے نظام کو قبول نہ کریں گے ہم مسلمانوں کی حکومت کے خواہاں نہیں بلکہ خدا کی حکومت چاہتے ہیں جس میں لوگ آسودہ ہوں۔ ہر شخص کو عدل و انصاف ملے۔ وہ عدل و انصاف نہیں جو اب موجود ہے۔ بلکہ وہ جس کی بنیاد عرب کے یتیم نے ڈالی، حکومت خدا کی، مخلوق خدا کی نہ کوئی چھوت نہ چھات۔ بلکہ کامل سیاسی اور اقتصادی مساوات ہو لکھو! خدا کا یہ قانون سب قوانین سے بلند ہے آؤ! اس کے لئے قربانیاں کرنا سیکھیں اور خدا کی خوشنودی حاصل کریں۔

پاکستانی بھی سن لے۔ اکھنڈ ہندوستانی بھی سن لے۔ ہم احرار ہیں۔ صرف اس کے طرفدار ہیں۔ جو خدا کی حکومت قائم کرے۔ جہاں ہندو مسلمان آرام پائیں۔ جہاں دنیا امرا کی جنت اور غریب کا دوزخ نہ بنی رہے۔ بلکہ قوم کی دولت پر افراد کا یکساں حق ہو۔ سوسائٹی میں درجے نہ ہوں۔ انسانیت ایک درجہ ہو۔ ہمیں پاکستان اور اکھنڈ ہندوستان کے دام فریب میں نہ پھنساؤ۔ بلکہ احرار کی سیدھی بات کا سیدھا جواب دو۔